خالد ہمایوں

یہ جہاد کون کرے گا؟

کوئی تیس بتیس سال قبل، میں نے انٹرمیڈیٹ کے انگریزی نصاب میں شامل برطانوی فلسفی برٹرینڈ رسل (Bertrand Russell) کا ایک مضمون ''مشرق کی بیداری'' پڑھا تھا۔ اس میں مصنف اعتراف کرتا ہے کہ مشرقی اقوام نے بلاشبہ اہل مغرب کے ہاتھوں بہت ستم اُٹھائے ہیں لیکن اب ان اقوام کو آزادی کی نعمت مل گئی ہے، پھر وہ مشورہ دیتا ہے کہ اقوام مشرق انتقامی رویہ اختیار نہ کریں بلکہ دنیا میں مثبت کردار ادا کرنے کی فکر کریں۔ فلسفی لوگ جس خطے یا جس قوم سے بھی تعلق رکھتے ہوں، بہرحال امن کے داعی ہوتے ہیں۔ وہ کُل انسانیت کو خیر اور حسن کی اقدار کے تحت زندگی بسر کرنے کا درس دیتے ہیں۔ خود رسل نے ویت نام میں امریکیوں کی ستم رانیوں پر بہت کچھ لکھا تھا بلکہ احتجاجی جلوس تک نکالے تھے۔ لیکن عصر حاضر کی تاریخ بتا رہی کہ اقوام مغرب رسل اور دیگر دانشوروں کی فکر افروز تعلیمات سے قطعاً کوئی اثر قبول نہیں کرنا چاہتیں۔ انہیں صرف اپنے معاشی مفادات عزیز ہیں۔

سامراجی اقوام نے جو روش اپنائی ہوئی ہے، وہ تو ہے ہی نہایت قابل مذمت۔ افسوس تو یہ ہے کہ مسلمانوں کو بھی اپنی سمت صحیح رکھنے کے لیے صحیح رہنمائی میسر نہیں آئی۔ جب غلامی کے گھٹاٹوپ اندھیرے غالب تھے تو ہمارے دانشوروں نے قوم کو مایوسی کی دلدل سے نکالنے کے لیے شاندار ماضی کی جھلکیاں دکھائیں۔ امید بھی دلائی کہ ظلم کی سیاہ رات جلد ہی ڈھل جائے گی۔ آزادی کی منزل کچھ دور نہیں رہ گئی۔ اس حوالے سے شاعری بھی بہت ہوئی، اخبار بھی بہت نکلے، تقریریں بھی بہت ہوئیں، جلسے جلوس بھی بہت نکلے، نعرے بھی خوب گونجے، پاکستان لینے کا عزم بھی باندھا، سو وہ لے کے دم لیا۔ غضب یہ ہوا کہ حکومت کی باگ ڈور جن کے ہاتھ میں آئی، وہ مغربی تہذیب کے فیض یافتہ تھے۔ انہوں نے نہیں دیکھا کہ ہمارا ماضی کیا تھا، ہماری ضرورتیں کیا ہیں؟ وہ اندھادھند ہمیں دوبارہ مغرب ہی کی چوکھٹ پر لے گئے۔ ترقی کے نام پر امریکہ اور یورپی ملکوں سے دھڑادھڑ قرضے لیتے اور قوم کو ان کی غلامی کی زنجیروں میں جکڑتے چلے گئے۔ مغرب پسند طبقہ صرف پاکستان ہی میں نہ تھا، باقی مسلم ممالک میں بھی موجود تھا۔ اہل مغرب اپنی فیکٹریوں میں تیار ہونے والی اشیاء ہماری منڈیوں میں بیچنا چاہتے تھے، سو وہ نوآزاد ملکوں کے اسی طبقہ کی مدد سے بیچتے رہے۔ خاص طور سے اسلحہ تو بے شمار ہی بیچا گیا۔ پاکستان کی تاریخ یہی بتاتی ہے کہ ہمارا حکمران طبقہ اہل مغرب سے مرعوب و متاثر رہا اور ہمیشہ اسی کی ایجنٹی کرتا رہا۔ آج بھی یہ طبقہ صرف اپنی عیاشیوں کیلئے سامراجیوں کی ہر بات آنکھیں بند کرکے مان رہا ہے۔ بلکہ بالفعل انہیں ملک کے اندر لے آیا ہے جہاں وہ دہشت گردی کے خلاف مہم کے بہانے ہر قسم کی کارروائیاں کرتے پھر رہے ہیں۔

ہمارے حکمران طبقے میں جاگیردار، صنعت کار، تاجر، سول اور فوجی افسر سب شامل ہیں۔ اندر سے یہ سب گروہ ایک ہیں۔ کبھی مارشل لاء لاتے ہیں تو کبھی جمہوریت بحال کرواتے ہیں۔ اس میں شک نہیں کہ ان لوگوں نے ملی بھگت کرکے ملک کو دوٹکڑے کروادیا تھا کیونکہ انہیں عوامی لیگ کی حکمرانی سے سخت خطرہ تھا کہ سفید پوشوں کی وہ جماعت برسراقتدار آ کر ان کا محاسبہ

ضرور کرے گی۔ ہماری مذہبی جماعتوں نے بھی ہمیشہ جمہوریت کے خواب دیکھے اور دکھائے لیکن ان طبقوں کی چالبازیوں پر کبھی توجہ نہیں دی۔ بار بار جاگیرداروں کی جماعتوں ہی سے اتحاد کیے اور وطن کی سلامتی کے نام پر فوجی جرنیلوں کو ہی تحفظات مہیا کیے۔ عدلیہ کی طرف بھی انگلی اٹھانے سے گریز کیا کہ وہ قانون کا محافظ ادارہ ہے' اس کو رسوا کرنے سے فائدہ!

اب حالات اس موڑ پر آ گئے ہیں کہ جہاں ہر طبقہ اپنی تمام تر کارستانیوں کے ساتھ بالکل ننگا ہو کر سامنے آ گیا ہے۔ جاگیرداروں اور نئے کاروباری طبقہ سے تعلق رکھنے والے لوگ راتوں رات لوٹا بننے میں بالکل ہچکچاہٹ محسوس نہیں کرتے۔ عدلیہ، سول اور فوجی افسروں کو پورا پورا تحفظ مہیا کرتی ہے۔ افسر طبقہ ہر وہ پالیسی اختیار کرتا ہے' جس کی ہدایت اسے باہر سے ملتی ہے۔ تھوڑے ہی سال پہلے بہت کچھ پردہ راز میں تھا۔ بینک لوٹنے والوں کے نام پریس میں نہیں آتے تھے۔ ملک توڑنے والوں نے حمود الرحمٰن کمیشن رپورٹ کو کسی سرد خانے میں ڈال رکھا تھا لیکن اب وہ رپورٹ بھی بڑی حد تک سامنے آ گئی ہے اور ملک کو توڑنے اور اسے ذلت سے دوچار کرنے والے بھی طشت از بام ہو گئے ہیں۔

اس لمبی تمہید کا مقصود صرف اتنا ہے کہ کیا ابھی وقت نہیں آیا کہ ہمارے علمائے کرام اپنی روش تبدیل کر لیں۔ ہمارے علمائے کرام نے گزشتہ نصف صدی سے ''طبقے'' کی بات نہ کی۔ انہوں نے کہا ہم طبقاتی جنگ نہیں بھڑکانا چاہتے۔ روٹی، کپڑے، مکان کی بات ہوئی تو علماء نے کہا معیشت تو اسلام کا ایک جُز ہے۔ ہم اس جُز کو کُل نہیں مان سکتے۔ زمینداریوں، جاگیرداروں کو توڑ دینے کا عوامی مطالبہ اٹھا تو ہمارے اکثر علماء نے کہا اسلام دولت پر کوئی حد نہیں لگاتا۔ ہمارے علماء نے ایک تو وقت کے تقاضوں کو مدنظر نہیں رکھا۔ دوسرے قوم کو ان لوٹ مار کرنے والوں کی کارستانیوں سے آگاہ نہیں کیا۔ غریب اور محنت کش کی کھل کر حمایت نہیں کی۔ دوسرے فروعی مسائل پہ مناظرہ بازی کو خوب خوب فروغ دیا۔ لاہور کے اردو بازار میں واقع اشاعتی ادارے جو دینی کتابیں شائع کرتے ہیں' ان کا جائزہ لیجیے! آپ کو اکثر کتابیں فرقہ وارانہ مسائل پر ملیں گی۔ ''فاتحہ خلف الامام''، ''آمین بالجہر''، ''سماع موتیٰ'' وغیرہ پر ضخیم کتابیں دیکھ کر افسوس ہوتا ہے کہ کیا اب بھی انہیں قوم کی حالت پر رحم نہیں آتا۔ کیا قوم کے بنیادی مسائل یہی ہیں؟

علماء تو انبیاء کے وارث ہیں' انہیں سرمایہ داروں کے دروازوں پر بھکاری نہیں بننا چاہیے۔ وہ کھل کر سرمایہ دار طبقے کی عیاشیوں پر تنقید نہیں کرتے۔ وہ افسر طبقے کی عوام دشمن کارروائیوں پر آج بھی لب کشا نہیں ہوتے۔ ان کی تقریروں کا آج بھی موضوع قصے، کہانیاں اور کرامتیں ہی ہیں۔ بلکہ زیادہ افسوسناک امر یہ ہے کہ وہ دکھی لوگوں کو استحصالی طبقوں کی بدمعاشیوں سے باخبر کرنے اور انہیں ان کے خلاف آمادۂ جہاد کرنے کی بجائے انہیں اوراد و وظائف بتا رہے ہیں۔

حقیقت یہ ہے کہ ہمارے معاشرے کا عام فرد بہت زیادہ گھبرایا ہوا ہے۔ اونچے طبقات کی گندی پالیسیوں کے نتیجے میں اس پر اقتصادی بوجھ بہت بڑھ گیا ہے۔ تعلیم، صحت، روزگار اور رہائش کی مناسب سہولتیں نہ ملنے کی وجہ سے' وہ حالات کا مقابلہ نہیں کر پا رہا۔ خودکشیوں کا سلسلہ دراز ہوتا جا رہا ہے۔ پیر فقیر لوگ اس فرد کو بتا رہے ہیں کہ اگر تم فلاں وظیفے کا اتنی دفعہ ورد کرو تو فلاں کام ہو جائے گا۔ روزگار مل جائے گا یا بیٹی کے لیے کھاتے پیتے گھرانے کا رشتہ مل جائے گا۔ اگر ہم اس نظام زندگی کا جائزہ لیں' جس میں ہم سب جی رہے ہیں تو معلوم ہوگا کہ ہارٹ اٹیک، کینسر، ٹی بی، ہیپاٹائیٹس ایسی مہلک بیماریوں کا سبب بھی ہمارے

اجتماعی حالات ہی ہیں۔ کیا یہ ضروری نہیں کہ ہم بیرونی طاقتوں کے خلاف علم جہاد بلند کرنے سے پہلے اپنے ان لوگوں کو راہ راست پر لائیں، جن کے ہاتھوں میں ہماری تقدیر ہے اور جو ہمیں نت نئی پریشانیوں سے دوچار کرتے رہتے ہیں۔ افغانستان اور کشمیر کے جہاد کا میں منکر نہیں لیکن میرا سوال یہ ہے کہ اپنے ''دشمنوں'' کے خلاف کون جہاد کرے گا؟ درحقیقت یہ لوگ صرف زبردست عوامی جدوجہد کے نتیجے ہی میں ہمیشہ راہ راست پر آ سکتے ہیں۔ جمہوری راستے میں ان کی کھال بچی رہتی ہے اور یہ اپنی بدمستیوں میں مگن رہتے ہیں۔ یہ اتنے ہوشیار اور چالاک طبقات ہیں کہ انہوں نے عوام کو بے شمار مذہبی، تہذیبی اور سیاسی خانوں میں بانٹ رکھا ہے اور ان کی خفیہ ایجنسیاں ہمیشہ عوام کی طاقت کو ٹکڑوں میں بانٹنے اور انہیں باہم دست و گریبان رکھنے کے لیے مصروفِ جہاد رہتی ہیں۔

قافلۂ آخرت

○ مولانا مفتی رشید احمد قادری رحمۃ اللہ علیہ: حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کے رفیق، حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ کے خلیفہ مجاز اور معروف روحانی شخصیت مولانا بشیر احمد پسروریؒ کے جانشین، مولانا مفتی رشید احمد قادری ۱۴ محرم ۱۴۲۴ھ ۱۸ مارچ بروز منگل پسرور میں انتقال فرما گئے۔ مرحوم انتہائی صالح، متقی اور رشد و ہدایت کا پیکر تھے۔

○ مولانا گوہر رحمان رحمۃ اللہ علیہ: جماعت اسلامی کے رہنما اور ممتاز عالم دین مولانا گوہر رحمان گزشتہ ماہ انتقال کر گئے۔

○ فتح محمد مرحوم: محترم ماسٹر غلام صدیق (چکڑالہ ضلع میانوالی میں برادر کپتان غلام محمد مرحوم) کے والد فتح محمد گزشتہ ماہ انتقال کر گئے۔

○ والدہ مرحومہ محترم خالد مسعود خان: معروف کالم نگار اور شاعر جناب خالد مسعود خان کی والدہ ماجدہ ۱۲ مارچ بروز بدھ ملتان میں انتقال کر گئیں۔

○ حکیم سید ارتضیٰ حسن مرحوم: ملتان میں ہمارے کرم فرما اور معاون حکیم سید ارتضیٰ حسن ۱۲ مارچ بروز بدھ، ملتان میں انتقال کر گئے۔

○ نور محمد مرحوم: حضرت حکیم محمد حنیف اللہ مرحوم کے خادم نور محمد ۱۳ مارچ بروز جمعرات ملتان میں انتقال کر گئے۔

○ فدا حسین مرحوم: بستی مولویاں، ضلع رحیم یار خان کے مخلص کارکن جناب صوفی محمد اسحاق کے چچازاد بھائی فدا حسین گزشتہ ماہ انتقال کر گئے۔

○ والدہ مرحومہ چودھری شبیر احمد: ہمارے معاون جناب چودھری شبیر احمد (DE ٹیلی کام سٹاف کالج ہری پور) کی والدہ صاحبہ ۹ مارچ بروز اتوار بھمبر، آزاد کشمیر میں انتقال کر گئیں۔

○ حاجی محمد اعظم مرحوم: ہمارے کرم فرما محترم حاجی محمد جابر علی کے چھوٹے بھائی، حاجی محمد اعظم ۷ مارچ کو ملتان میں ڈاکوؤں کے ہاتھوں قتل ہو گئے۔

○ مفتی عبدالخالق مرحوم: مدرسہ عبیدیہ کے مہتمم مفتی عبدالقادر صاحب اور پروفیسر عبدالواحد ندیم صاحب کے بھائی مفتی عبدالخالق مرحوم کو ۱۱ محرم ۱۴۲۴ھ ملتان میں قتل کر دیا گیا۔

قارئین سے درخواست ہے کہ تمام مرحومین کے لیے دعائے مغفرت اور ایصال ثواب کا خصوصی اہتمام فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ سب مرحومین کی مغفرت فرمائیں اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ (آمین)